© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

والدہ کا نامناسب رویہ اور حقِ خدمت

سوال: میری دادی جان جب سے میرے والد صاحب کے ساتھ رہایش پذیر ہیں آج تک میری والدہ اور دادی کے درمیان کبھی بھی خوش گوار تعلقات نہیں رہے۔ پہلے صرف میری والدہ کے ساتھ ناچاقی رہتی تھی پھر ان کی اولاد یعنی ہمارے بہن بھائیوں کے ساتھ بھی معاملات خراب رکھنے لگیں۔ خدا گواہ ہے کہ ہم نے کبھی آج تک دادی جان کے ساتھ نہ کوئی بدتمیزی کی اور نہ ہی کبھی ان کی کوئی چیز یا رقم وغیرہ نکالی۔ اب والد صاحب پر ڈیڑھ سال سے فالج ہو چکا ہے جس کی وجہ سے وہ محتاجی کی زندگی گزار رہے ہیں اور دوسری طرف دادی جان کی ٹانگ میں بھی ایک سال پہلے گرنے کی وجہ سے فریکچر ہو گیا تھا جس کی انتہائی شدید تکلیف تھی۔ دونوں مریضوں (والد اور دادی جان) کو میری والدہ نے انتہائی جاں فشانی سے سنبھالا جب کہ وہ خود بھی ہائی بلڈ پریشر کی مریض ہیں لیکن میرے والدین کے اتنے نرم رویے کے باوجود دادی کا مزاج ان کے لیے دن بہ دن سخت ہوتا جا رہا ہے۔ دونوں کے لیے انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کرتی ہیں اور بددعائیں دیتی ہیں۔

والد صاحب اپنی فالج زدہ زندگی کے ہاتھوں مجبور ہونے کے باعث کبھی کبھار دادی جان کے رویے کو دیکھ کر شدید غصے میں آ جاتے ہیں۔ اس لیے اب ان کے لیے دادی جان کا گالم گلوچ اور بددعاؤں والا رویہ برداشت کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ دادی جان کے مزاج سے تنگ آ کر والد صاحب نے اپنی امی سے کہا کہ آپ کی بھی والدہ ہیں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ ان کو سمجھانے کی کوشش کریں، یا پھر ہم اپنے بیٹے کے گھر چلے جاتے ہیں۔ پھوپھو دادی جان کو اپنے ہمراہ لے گئیں مگر اب دادی جان نے سب کو یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ میرے بیٹے نے اپنی بیوی کے کہنے میں آ کر مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔ اب میں اپنی باقی زندگی میں کبھی وہاں واپس نہیں جاؤں گی۔ والد صاحب وہاں ملنے جاتے ہیں تو دادی جان ان سے بات بھی نہیں کرتیں۔

دادی جان کے اس رویے اور ناراضی کی وجہ سے والد صاحب بہت پریشان ہیں اور رشتے دار بھی باتیں بنا رہے ہیں۔ کیا ہماری پھوپھیوں پر دادی جان کی خدمت اور تیمارداری کرنا فرض نہیں یا پھر ان حالات میں بھی میرے والدین ہی اس کے مکلّف ہیں، جب کہ والد صاحب تو دادی جان کی خدمت فالج کی وجہ سے نہیں کر سکتے، صرف والدہ ہی کر سکتی ہیں؟ ایسی صورت میں والد صاحب کے لیے کیا حکم ہے، جب کہ معافی مانگنے پر بھی دادی جان ابو کے گھر آنے کے لیے راضی نہیں اور نہ معاف کرنے پر ہی تیار ہیں، نیز ان کے اخراجات والد صاحب ہی اٹھاتے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں میرے والد اور والدہ کے لیے دادی جان کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث تو نہیں، جب کہ والدین کی اطاعت معروف میں ہے نہ کہ منکر میں؟

جواب: یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ کے والد صاحب اور آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کی دادی صاحبہ کی بڑی مخلصانہ خدمت کی ہے، البتہ آپ کے بقول، دادی صاحبہ اپنے مزاج کی بنا پر پہلے آپ کی والدہ صاحبہ اور اب والد صاحب سے بھی ناراض ہیں اور آپ نے اس کی تفصیل بھی لکھی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ والدہ کا حق اس قدر زیادہ ہے کہ کبھی بھی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے حق ادا کر دیا ہے۔ والدین کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ھما جنتک ونارک، ''وہ تمھاری جنت اور دوزخ ہیں''، نیز جبریلؑ نے بددعا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین فرمائی۔ پہلی بددعا یہ کہ ہلاک ہو وہ جو رمضان کو پائے اور اپنی مغفرت نہ کرائے۔ دوسری یہ کہ ہلاک ہو وہ جس کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ آپ پر درود شریف نہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پڑھے۔ تیسری یہ کہ ہلاک ہو وہ جو اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے میں پائے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کر دیں (بخاری)۔ پس ایسی دعا جو جبریل نے کی ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کہی ہو کسی بھی صورت ردّ نہیں ہو سکتی۔ اس لیے یہ تینوں آدمی ہلاکت سے دوچار ہوں گے۔ وہی بچ سکتا ہے جو اپنے گناہ کی تلافی کر کے اپنا بچاؤ کر لے۔

آپ کے نزدیک آپ کے والد صاحب اور آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کی دادی صاحبہ کی بڑی خدمت کی ہے لیکن یہ خدمت اس وقت معتبر ہوگی جب والدہ صاحبہ یعنی دادی صاحبہ بھی راضی ہو جائیں اور کہیں کہ اس کے بیٹے اور بہو، یعنی آپ کے والد اور والدہ نے ان کی خدمت کی ہے اس لیے ابھی دونوں مل کر خدمت کریں، والدہ کو راضی کریں۔ لوگوں کی باتوں کی طرف نہ دیکھیں۔ وہ آپ کے پاس واپس آجائیں یا آپ کی پھوپھی صاحبہ کے پاس رہیں، ان کی مرضی پر ہے لیکن راضی کرنا ضروری ہے۔ والدہ، یعنی دادی صاحبہ اگر سمجھتی ہیں کہ ان کے بیٹے نے ان کو اپنے گھر سے نکال دیا ہے تو والد صاحب کوشش کر کے اس تاثر کو زائل کریں۔ یہ بحث و مباحثے اور مناظرے کی بات نہیں ہے کہ پھوپھیوں پر بھی دادی کا حق ہے کہ نہیں۔ حق سب پر ہے لیکن عرف، شریعت اور دنیا کا رواج یہ ہے کہ ماں والد کے فوت ہو جانے کے بعد بیٹوں کے سپرد ہوتی ہے، بیٹیوں کے نہیں۔ آپ کے والد صاحب پر ان کی خدمت اور کفالت واجب ہے، آپ کی پھوپھیوں پر نہیں۔ ابھی آپ لوگوں نے اپنی دادی کا حقِ خدمت ادا نہیں کیا اسی لیے وہ آپ کی خدمت کو تسلیم نہیں کرتیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی کے نیکی ہونے اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے نہ کرنے کا معیار بتلا دیا ہے۔ وہ یہ کہ نیکی اتنی زیادہ اور اس قدر کامل اور اس قدر مخلصانہ ہو کہ لوگ کہیں کہ اس نے نیکی کی ہے۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! جب میں کسی کے ساتھ احسان کروں یا برائی کروں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں نے احسان کیا ہے یا برائی کی ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: جب آپ اپنے پڑوسیوں کو دیکھیں کہ وہ کہیں کہ آپ نے احسان کیا ہے تو واقعی آپ نے احسان کیا ہے اور جب آپ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پڑوسی کہیں کہ آپ نے بُرا کیا ہے تو سمجھ لیں کہ آپ نے بُرا کیا ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج ۲،ص ۴۲۴)

آپ کے والد صاحب بجا طور پر پریشان ہیں۔ وہ جس حالت میں بھی ہیں اپنی والدہ کو راضی کریں اور آپ اور آپ کی والدہ بھی اخلاص کے ساتھ اپنی آخرت سنوارنے کی خاطر ان کو راضی کریں۔ بدنامی کرنے والوں کو خوش کرنے کے بجائے والدہ کو راضی کریں تاکہ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق سے نوازے۔ آمین! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماں باپ کی رضامندی اللہ کی رضامندی ہے اور ماں باپ کی ناراضی اللہ کی ناراضی ہے۔ (بحوالہ ترمذی، مشکوٰۃ)

اس کے ساتھ ساتھ دوسرا پہلو بھی پیش نظر رہے۔ وہ یہ کہ ہر طرح کی خدمت کے باوجود اگر والدہ صاحبہ محض اپنے مزاج کی وجہ سے راضی نہ ہوسکیں تو وہ بھی قصوروار ٹھیریں گی اور اللہ کے ہاں جواب دہ ہوں گی۔ والدہ صاحبہ کو معاملے کی اس نزاکت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ان کی ناراضی ان کے بیٹے کی آخرت برباد کرنے کا باعث بن سکتی ہے (بدسلوکی کو بھی معاف کر دینا چاہیے کہ اولاد آخرت کی پکڑ سے بچ سکے)۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اندھیر نگری نہیں ہے کہ کوئی شخص بلاوجہ اپنی اولاد کی خدمت کو ٹھکرا دے تو اس سے باز پُرس نہ ہو۔ جہاں اولاد سے ماں باپ کے بارے میں سوال ہوگا، وہیں ماں باپ سے بھی اولاد کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔ اگر والدہ صاحبہ کو یہ بات اب سمجھ میں آجائے تو بہتر ہے، اور اگر انھیں بات سمجھ میں نہیں آتی تو پھوپھیوں اور رشتہ داروں اور برادری کو عدل و انصاف کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ انھیں چاہیے کہ وہ والدہ کو سمجھائیں اور بھائی کا ساتھ دیں، اگر وہ حق پر ہیں۔ صلۂ رحمی صرف یہ نہیں ہے کہ اولاد ماں باپ کا خیال رکھے بلکہ یہ بھی ہے کہ ماں باپ اولاد سے شفقت سے پیش آئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت اور ہمارے عالم کی قدر نہ کرے (مختصر الترغیب والترھیب)۔ (مولانا عبدالمالک)

© rasailojaraid.com